عبس

سورہ نمبر 80

تنزیلی نمبر 27*

آیات 42

پارہ 30

مکی

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

سورہ عبس

فضیلت سورہ عبس

📖 خواص القرآن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ جو بھی یہ سورہ پڑھے گا تو روز قیامت اپنی قبر سے ہنستا ہوا اور خوش و خرم برآمد ہوگا ... (خصوصیات و فوائد قرآن)

شان نزول

📖 سنی شان نزول:

"ابن جریر وابن المردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ اس درمیان کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عتبہ بن ربیعہ، عباس بن عبدالمطلب اور ابوجہل بن ہشام سے گفتگو فرما رہے تھے۔ اور آپ ان کی طرف بہت زیادہ توجہ فرما رہے تھے۔ اور آپ چاہتے تھے کہ یہ ایمان لے آئیں اچانک ایک نابینا آدمی سامنے آیا جس کو عبداللہ بن ام مکتوم کہا جاتا تھا وہ آپؐ کی طرف چل رہا تھا اور آپ ان لوگوں سے سرگوشی فرما رہے تھے عبداللہ نے آتے ہی نبی اکرم سے قرآن مجید میں کسی آیت کا مطالبہ کرنے لگے۔ اور عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اس میں سے سکھائیے جو آپ کو اللہ نے سکھایا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے

ان سے اعراض فرمایا اور اپنے چہرہ مبارک میں تیوری چڑھالی اور اس سے منہ پھیر لیا اور اس کی بات کو ناپسند فرمایا اور دوسروں کی طرف متوجہ رہے پھر جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی بات کو پورا کرلیا اور اپنے اہل و عیال کی طرف جانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے انکی کچھ بصارت کو روک لیا اور اونگ کے سبب آپ کا سر حرکت کرنے لگا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آیت عبس وتولی ان جاءہ الاعمی جب اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تو اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کا اکرام فرماتے اور ان سے بات کرتے اور فرماتے تیری کیا حاجت ہے کیا تو کسی چیز کا ارادہ رکھتا ہے۔"(در منثور)

شیعہ شان نزول:

شیعہ تفاسیر میں ایک تفسیر امام جعفرصادقؑ سے منقول ہے جسے سبھی شیعہ مفسرین نے صحیح سمجھا ہے:

"امام جعفرصادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک بار پیغمبر اسلام کی بارگاہ میں چند معزز صحابہ تشریف فرما تھے اور ان میں ایک بزرگ بنی امیہ کے چشم و چراغ بھی جو بڑے سرمایہ دار بھی تھے اتنے میں عبداللہ بن ام مکتوم نابینا صحابی حاضر ہوئے اور آپ نے انہیں اس بزرگ کے آگے بٹھادیا جس کی وجہ سے اس نے ناک بھوں چڑھائی اور منہ پھیر لیا جس پر خدا نے یہ عتاب آلود آیتیں نازل کیں اس سرمایہ دار کی مذمت ہو وہاں ابن مکتوم کی دلجوئی بھی ہوجائے (تنزیہ الانبیاء، سید مرتضی، تفسیر مجمع

البیان، تفسیر ابولفتاح رازی، تفسیر صافی، فیضان الرحمٰن، تفسیر نورالثقلین، تفسیر فصل الخطاب، تفسیر کوثر، تفسیر نمونہ وغیرہ وغیرہ۔)

📖 مفسر فیضان الرحمٰن (محمد حسین نجفی) لکھتے ہیں:

"چونکہ یہ روایت خلق عظیم کے مالک مصطفیٰؐ اور کفار سے بھی ترشروئی نہ کرنے والے مجتبیٰؐ اور گالیاں کھاکر بھی دعا کرنے والے رسول کی شان اقدس کے سراسر منافی ہے۔ اگرچہ اس روایت کے مطابق بھی یہ کوئی گناہ نہیں ہے جو خلاف عصمت ہے بلکہ ترک اولی سے اس کی تاویل کی جاسکتی ہے، مگر خدا لگی بات یہ ہے کہ ایسا ترک اولی کہ جس کی وجہ سے خدا کو عتاب میں پوری سورہ نازل کرنی پڑے، یہ بات ہرگز پیغمبر اسلامؐ ایسی ہستی کے شایان شان نہیں ہے اور ایسا کردار تو آپ کے غلاموں سے بھی بعید ہے اور اہل ایمان کے مقام سے بھی فروتر ہے۔"

📖 مفسر کوثر (محسن علی نجفی)

"خطاب اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور سنانا مقصود ہے ان لوگوں کو جو اس محروم طبقے کو قابل اعتنا نہیں سمجھتے۔

اس قسم کا طرز خطاب قرآن میں بہت زیادہ ہے کہ مخاطب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیا گیا ہے جب کہ دوسروں کو سنانا مقصود ہے۔ چنانچہ فرمایا:

لَئِن اَشرَکتَ لَیَحبَطَنَّ عَمَلُکَ.... (۳۹ زمر: ۶۵)

اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضرور حبط ہو جائے گا۔

اس طرح حقیقی مخاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں بلکہ وہ کردار یا وہ سوچ ہے جو دنیا والوں پر حاکم ہے، جس کے تحت ناداروں کے ساتھ بے اعتنائی برتی جاتی ہے اور تمام تر اہمیت مراعات یافتہ طبقے کو مل جاتی ہے۔

"سر دلبراں در حدیث دیگران" کے طور پر فرمایا: جو مالدار اور دولت والا ہے آپ ساری توجہ اس کو دیتے ہیں۔ لہجہٴ کلام میں بظاہر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب میں اس بات کی شدید تاکید ہے کہ اسلامی معاشرے میں مراعات یافتہ طبقہ کو غریبوں پر فوقیت نہیں ملنی چاہے۔" (کوثر)

تحقیق

? مخاطب کون؟

✎ سب سے پہلی بات: اللہ تعالیٰ نے یاایھاالنبی، یا، یاایھاالرسول، کہہ کے مخاطب نہیں کیا جسے سے واضح طور پر پتا چلتا کہ یہ

بات نبی مکرمؐ کے لیے ہے۔ قرآن کے اسلوب سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب بھی رسولِ کریمﷺ کو مخاطب کیا ہے تو یا تو بہت پیار سے، یاایھاالمثر، یاایھاالمزمل، یٰس، سے کیا ہے، یا زیادہ آفیشل انداز میں بات کرنا چاہی تو یاایھاالنبی، یاایھاالرسول کہہ کر مخاطب کیا۔ پورے قرآن میں "یامحمد" کہہ کر بھی اللہ پاک نے کبھی مخاطب نہیں کیا!

جس رسول کے بارے میں اللہ تعالٰی دوسروں کو حکم دیتے:

- لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا (24:63)

(تم لوگ رسول ﷺ کے بلانے کو ایسے نہ سمجھ لو جیسے تمہارا آپس میں ایک دوسرے کو بلانا)

- يا أيها الذين آمنوا لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبي ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض أن تحبط أعمالكم وأنتم لا تشعرون (49:2)

(اے لوگوں جو ایمان لائے ہو ، اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ نبی ؐ کے ساتھ اونچی آواز سے بات کیا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔)

ضمیر

- دوسری بات: عبس وتولی میں 3rd person pronoun استعمال ہوا۔ یعنی مخاطب (2nd person pronoun) بھی استعمال نہیں ہوا، یعنی یہ نہیں کہا "تم" نے ایسے کیا، بلکہ کہا:

"وہ" ترش رو ہوا، اور بے رخی برتی۔

📖 عَبَسَ وَ تَوَلّٰی :سیاق آیت شیعہ روایت کے مطابق ہے چونکہ آیت میں براہ راست نبی سے خطاب نہیں فرمایا اور یہ نہیں فرمایا عَبَسْتَ تو نے ترش روئی کی بلکہ فرمایا اس نے ترش روئی کی۔ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ترش روئی کسی اور نے کی تھی۔ (کوثر)

اسوۃ حسنہ/ خلق عظیم

وانک لعلیٰ خلق عظیم / اسوہ حسنہ

✏ جو ہستی خلق عظیم پر فائز ہو، وإنك لعلى خلق عظيم (68:4)، (اور یہ آیت تنزیلی اعتبار سے سورہ قلم میں پہلے ہی آچکی، اگر بعد میں آتی تو پھر بھی کہا جاتا کہ اخلاق کے اعلیٰ رتبے پر بعد میں فائز ہوئے۔ اور وہاں پر رسول اللہﷺ کے اخلاق کی، تفسیر نور سے 34 پوائنٹس گنوائی گئی ہیں۔)

اور روایات کے اعتبار سے قیامت کے دن میزان پر سب سے بھاری چیز انسان کا اخلاق ہوگا، اور قرآن یہ بھی کہتا: (لقد كان لكم في رسول الله أسوة، 33:21) ... جس کی زندگی خود دوسروں کے لیے نمونہ عمل ہو، جو خلق عظیم پر فائز ہوں۔ وہ دولت مندوں کو عزت دیں اور نابینا و غریب و مفلس سے منھ موڑ لیں؟ ایسا عام گناہگار بندہ جس میں تھوڑی سی بھی انسانیت پائی جاتی ان سے بھی توقع نہیں کی جاتی کہ چہ جائیگہ رحمت اللعالمین سے۔

معراج کا سبق:

تنزیلی طور پر بھی، پہلے کہا گیا (سورہ قلم میں) آپ اخلاق کے اعلیٰ ترین رتبہ پر ہیں۔ اسکے علاوہ اس سورہ کے عین ایک سورہ پہلے (سورہ نجم میں) معراج کا ذکر بھی ہوتا ہے، آپ اللہ کی بڑی بڑی آیتیں دیکھ کر آتے ہیں اور ڈائریکٹ اللہ سے کلام کر آتے ہیں، اور وہاں سے ہو آتے جہاں جبرئیل امین کی بھی رسائی نہیں۔

"حدیث معراج" جو کافی لمبی حدیث ہے، جسے ہم سورہ نجم میں نقل کر آئے...
(جس کو آج بھی اگر ایک عام بندہ پڑھے تو اسکا ایمان تازہ ہوجاتا)
جس میں سے ایک جملہ یہ بھی آتا :

" اے احمد! میری محبت فقیروں اور محروموں کی محبت ہے، ان کے قریب ہو، اور ان کی مجلس کے قریب بیٹھ، تاکہ میں تیرے نزدیک ہوں، اور دنیا پرست ثروت مندوں کو اپنے سے دور رکھ اور ان کی مجالس سے بچتا رہ۔"

جو ایسے احکامات اور بیانات ڈاریکٹ اللہ سے سن کر آئے، وہ بھی اُس مقام سے جہاں "سدرۃ المنتھٰی، جنت الماوٰی" ہے۔ اور اسکے بعد فوراً زمین پر آکر سب بھول جائے۔ اور وہی کرے جس کا اللہ نے ہدایت کی تھی کہ نہ کرنا۔

پچھلے انبیاء کی سیرت

✎ اس حدیث کی روشنی میں دیکھنا کہ "جو کچھ پچھلی امتوں میں ہوا، اس امت میں بھی ہوکر رہے گا۔"
تو، عبس وتولیٰ، میں پچھلی امتوں میں کسی نبی نے یہ کام کیا؟
کسی نبی نے غریبوں اور اندھوں سے منھ موڑا؟
انبیاء کی تاریخ میں ایسا کچھ نہیں آتا، یا ہمیں اُس کا علم نہیں۔
(حضرت یونس پوری قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے، اس حوالے سے اللہ تعالٰی نے سورہ ن قلم میں فرمادیا "صاحب الحوت" جیسے مت ہونا۔ پر نبی مکرم اپنی قوم کو چھوڑ کر نہیں گئے۔ یہاں صرف ایک نابینا سے منھ موڑنے کی بات ہو رہی۔)

اور حضرت نوحؑ کے حوالے سے بالکل اسی مفہوم میں آیات آتی ہیں۔

۞ قَالُوا اَنُؤمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الاَرذَلُونَؕ (شعرا، 26:111)
انہوں نے جواب دیا"کیا ہم تجھے مان لیں حالانکہ تیری پیروی رذیل ترین لوگوں نے اختیار کی ہے“

قَالَ وَمَا عِلمِى بِمَا كَانُوا يَعمَلُونَ‌ۚ ١١٢
نوحؑ نے کہا "میں کیا جانوں کہ ان کے عمل کیسے ہیں

وَمَا اَنَا بِطَارِدِ المُؤمِنِينَ‌ۚ ١١٤
میر ایہ کام نہیں ہے کہ جو ایمان لائیں ان کو میں دھتکاردوں

فَقَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ مَا نَرٰٮكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثۡلَنَا وَمَا نَرٰٮكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيۡنَ هُمۡ اَرَاذِلُنَا بَادِىَ الرَّاۡىِۚ وَمَا نَرٰى لَـكُمۡ عَلَيۡنَا مِنۡ فَضۡلٍۢ بَلۡ نَظُنُّكُمۡ كٰذِبِيۡنَ (ھود، 11:28)

جواب میں اس کی قوم کے سردار ، جنھوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کیا تھا ، بولے : ہماری نظر میں تو تم اس کے سوا کچھ نہیں ہو کہ بس ایک انسان ہو ہم جیسے۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری قوم میں سے بس ان لوگوں نے جو ہمارے ہاں ارذل تھے، بے سوچے سمجھے تمہاری پیروی اختیار کرلی ہے۔ اور ہم کوئی چیز بھی ایسی نہیں پاتے جس میں تم لوگ ہم سے کچھ بڑھے ہوئے ہو ، بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

وَيٰقَوۡمِ مَنۡ يَّنۡصُرُنِىۡ مِنَ اللّٰهِ اِنۡ طَرَدْتُّهُمۡ‌ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ (ھود، 11:30)

اور اے قوم ، اگر میں ان لوگوں کو دھتکار دوں تو خدا کی پکڑ سے کون مجھے بچانے آئے گا؟ تم لوگوں کی سمجھ میں کیا اتنی بات بھی نہیں آتی ؟

✎ اب تھوڑی math کرلیں، تو حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں اللہ نے نہیں فرمایا کہ وہ "خلقِ عظیم" تھے، پر اسکے باوجود وہ یہ کام نہیں کرتے، کہ سرداروں کو خوش کرنے کے لیے رذیلوں کو دُھتکاریں۔ حتٰی کہ حضرت صالح علیہ السلام بھی ایسا نہیں کرتے۔ ۔ پھر جو "سید الانبیاء" ہوں، اور "خُلق عظیم" اور "اسوہ حسنہ" پر فائز ہوں، اس سے ایسا کیسے ممکن ہے؟

(دونوں میں ایک بات ہی درست ہوسکتی؟ نبی مکرم کے لیے یہ سارے القاب اگر درست ہیں، تو عبس وتولٰی سے وہ مراد نہیں،

اور اگر عبس وتولٰی میں نبی مکرم مراد ہیں، تو پھر وہ ان سے بہتر حضرت نوح و صالح علیہم السلام رہے۔ اس لیے یہ روایات ہی غلط ہے، جو اہلِ سنت کے پاس ہیں، اور بنیادی طور پر "توہینِ رسالت کے ضمرہ میں آتی ہیں، اور صرف منھ موڑنے کی بات نہیں اہلِ سنت کے روایات میں اللہ کا عذاب بھی نبی پر آتا اس وجہ سے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے اس کو بیان کیا ہے)

- **قَالَ الۡمَلَاُ الَّذِيۡنَ اسۡتَكۡبَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ لِلَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا لِمَنۡ اٰمَنَ مِنۡهُمۡ اَتَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرۡسَلٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ‌ؕ قَالُوۡۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرۡسِلَ بِهٖ مُؤۡمِنُوۡنَ (اعراف، 7:75)**

  اس کی قوم کے سرداروں نے جو بڑے بنے ہوئے تھے ، کمزور طبقہ کے ان لوگوں سے جو ایمان لے آئے تھے‘ کہا ” کیا واقعی یہ جانتے ہو کہ صالح (علیہ السلام) اپنے رب کا پیغمبر ہے؟ “ انھوں نے جواب دیا ”بیشک جس پیغام کے ساتھ وہ بھیجا گیا ہے اسے ہم مانتے ہیں۔

- **دوسرا۔ اولین انبیاء سے کوئی خطا سرزد ہو، تو سمجھ میں آتی ہے، پر آخرین انبیاء ایسا کریں جس کے حوالے سے اولین انبیاء پہلے ہی ایک سنت پیش کر کے گئے، تو یہ بعید از ممکن ہے۔**

  خاتم النبینﷺ آخری نبی ہونے کے ناتے سارے انبیاء کی تعلیمات کو لیکر آگے بڑھتے ہیں۔

✎ ہاں یہ واقعہ اپنی جگہ ضرور رونما ہوا تھا، پر اس موقع پر بھی نبی کریمﷺ کی بھی وہی روش رہی جو پچھلی انبیاء کرام کی رہی۔ پر ہاں ترش رو اور منھ وہ موڑنے والا "کوئی اور" تھا!

نابینا جو دیکھتا نہیں اُ سے منھ موڑنا

✎ ان آیات میں یہ چیز بھی تھوڑی غور طلب ہے کہ کسی نابینا شخص سے منھ کیسے موڑا جاتا؟ اگر "وتولیٰ" میں منھ موڑنے سے مراد literally منھ موڑنا ہے، تو نابینا شخص سے منھ کیسے موڑا جائے گا، جب کہ وہ دیکھ بھی نہیں رہا۔ (یعنی نابینا کو تو معلوم ہی نہیں کہ مجھ سے منھ موڑ لیا گیا، جب کہ منھ موڑنے والا اُسے یہ پیغام دے رہا کہ فی الحال میں تمہاری طرف متوجہ نہیں ہوں)؟ (عجیب ہے!)

پر ہاں، اگر کسی مجلس میں جہاں بڑے لوگ بھی بیٹھے ہوں، اور کسی غریب نابینا کو معلوم نہ ہو کہ کون کون بیٹھا ہے، اور وہ بھی آکر کسی سردار کے پہلو میں آکر بیٹھ جائے، اور وہ ان سے منھ موڑ لیں۔ تو پھر کہا جاسکتا کہ "اس نے منھ موڑ لیا، اور تُرش رو ہوا۔"

سُنی روایات پر تحقیق

✎ بہرحال، آخر میں سنی روایات کو اگر تھوڑا باریک بینی سے دیکھیں تو وہ کہتے کہ نابینا "ابن مکتوم" سے سوء ادب ہوا تھا،

یعنی نبی اکرمﷺ کی بات بیچ میں سے کاٹ رہے تھے، اس وجہ سے نبی اکرمﷺ کے چہرے مبارک پر کچھ آثار ظاہر ہوئے۔

📖 ... آگے بڑھ بڑھ کر حضور ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا آپ ﷺ چونکہ اس وقت ایک اہم امر دینی میں پوری طرح مشغول تھے ان کی طرف توجہ نہ فرمائی بلکہ ذرا گراں خاطر گزرا اور پیشانی پر بل پڑگئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

📖 ابن زید نے کہا : نبی کریم نے حضرت ابن مکتوم کے ساتھ اس لیے سخت رویہ اپنایا اور ان سے اعرض کیا کیونکہ جو آدمی انہیں لارہا تھا اسے آپ نے اشارہ کیا تھا کہ وہ حضرت ابن مکتوم کو آگے آنے سے روکے۔ حضرت ابن مکتوم نے اسے دھکا دیا اور بات ماننے سے انکار کردیا یہاں تک کہ وہ نبی کریم سے کلام کرے یہاں تک کہ نبی کریم اسے تعلیم دیں اس میں ان کی طرف سے کچھ جفا کا پہلو تھا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں نبی کریم ﷺ پر وحی نازل کی اور غائب کا صیغہ ذکر کیا مقصود نبی کریم کی شان کا اظہار تھا انہیں فرمایا : عبس وتولی، پھر انس پیدا کرنے کے لیے خطاب کا صیغہ ذکر کیا اور فرمایا، ومایدریک۔ (تفسیر قرطبی)

📖 الترمذی وحسنہ وابن المنذر وابن حبان والحاکم وصححہ وابن مردویہ نے عائشہ ؓ سے روایت کیا کہ سورۃ عبس وتولی ابن ام مکتون نابینا کے بارے میں نازل ہوئی جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا

اور کہنا شروع کیا یارسول اللہ ! مجھے ہدایت کیجیے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس مشرکین کے سرداروں میں ایک آدمی بیٹھا تھا۔ اس کے آنے سے آپ کو ناگواری ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا اور دوسرے آدمی کی طرف توجہ دینے لگے اور اس سے فرمایا کیا تو کسی حرج کو دیکھتا ہے جو میں کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ تو اس کے بارے میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔ (تفسیر در منثور)

- یہ روایت شیعہ روایت سے لگ بھگ ملتی جلتی سے سواء اس کے کہ ضمیروں کا تھوڑا فرق ہے، کہ "آپ کو ناگواری ہوئی" یا "اُس کو ناگواری ہوئی"... اور قرآن سے اگر میچ کریں تو عبس وتولیٰ، سیدھا سیدھا لکھا ہوا ہے 3rd person ضمیر کے تحت۔ اُس کو ناگواری ہوئی۔ یا ممکن ہے کہ رسول اللہ کو اس بات پر ناگواری ہوئی کہ اُس سردار نے نابینا سے تُرش رو ہوا۔

قرآن آیات کی روشنی میں

- اگر حدیثوں کو بیچ میں نہ لائیں اور صرف آیتوں کی روشنی میں دیکھیں: تو 1 سے 5 تک ضمیر غائب استعمال ہوئی، اور آیت 6 سے 10 تک ضمیر مخاطب (یعنی نبی اکرم ﷺ کو بولا جا رہا)، اور یہی وجہ ہے کہ دو مختلف راء وجود میں آئیں، یعنی جنہوں نے آیات 5 سے 10 کو فوکس میں رکھا تو آیات 1 سے 5 بھی نبی اکرمﷺ پر فکس کی۔ اور جنہوں نے آیات 1 سے 5 پر فوکس کیا تو انہوں نے آیات 6 سے 10 کے متعلق کہا کہ "مخاطب تو آپ ہیں پر سنایا کسی اور کو جا رہا۔" اور قرآن میں یہ کئی بار آتا کہ مخاطب

کا صیغہ استعمال ہوتا، جس سے رسول اللہ ہی مراد لیا جاتا، پر اللہ کو سنانا پوری امتِ مسلمہ کو ہوتا۔

اور اگر یہ دونوں باتیں بھی نہیں تو تیسری بات جو آیت 11 میں آتی (جو نقن صاحب نے بیان کی)
كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۞ ١١
یوں نہیں، بس یہ نصیحت ہے۔ (اس طرح کی نوبت نہ آنے پائے کہ ایسا ہوجائے، آپ کو پہلے سے نصیحت کر دی جاتی ہے۔ جیسے سورہ ن قلم میں "صاحب الحوت" جیسے مت ہوجانا: "فَاصبِر لِحُكمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ الحُوتِ")

- **بہرحال، کسی کو اس بات پر اعتراض نہیں کہ نبی سے غلطی نہیں ہوسکتی۔ بلکہ قرآن میں انبیاء کی غلطیوں/ترک اولیٰ کو اللہ تعالیٰ نے deliberately گنوایا اور ذکر کیا ہے۔**
پر یہاں آیات کا لب و لہجہ مختلف ضمیروں کی وجہ سے دو رائے پیش کرتا ہے۔ اور وہ دونوں رائۓ بھی کوئی نئیں نہیں ہیں۔ اس لیے دونوں کے دلائل پیش کر دیے گئے، جس کو جو صحیح لگے، "شان نبی، سید الانبیاء، خلق عظیم، اسوہ حسنہ، رحمۃ العٰلمین" کی حیثیت سے وہ اپنا لے۔

- **آخری یہ بات بھی ذھن نشین رہنی چاہیے، کہ قرآن ہمیں ویسے نہیں ملا جیسے تنزیلی طور پر نازل ہوا۔ بلکہ سورتیں تنزیل کے حساب سے آگے پیچھے ہیں، آج تک حتمی طور پر کوئی نہیں بتا**

سکتا کہ کون سی سورت پہلے نازل ہوئی اور کونسی بعد میں، بس مختلف اسٹڈی سے ایک اندازے سے ایک لسٹ بنائی گئی ہے پر حقیقت کسی کو نہیں معلوم...

اور سورتوں کے بعد آیتوں کا بھی یہی حال ہے، کچھ مکی سورتوں میں مدنی آیتیں ہیں، کچھ مدنی سورتوں میں مکی آیتیں. کچھ سورتوں کا ایک حصہ ایک ساتھ نازل ہوا تو انکا دوسرا حصہ کسی اور دور میں ... جیسے پہلی سورۃ اقراء کی پہلی پانچ آیات حقیقت میں پہلی آیات سمجھی جاتی، باقی آیات بعد میں نازل ہوئی. اور ایسی ہی سورہ مدثر و مزمل کی دو بڑی آیات کے بارے میں راء یہی ہے کہ یہ بعد میں نازل ہوئی تھی. (جیسے سورہ نجم مکی سورۃ ہے، پر اُسکی آیت 32 "کبائر الاثم" والی مدنی کہی جاتی. اور سورہ توبہ جو مدنی ہے، پر اسکی آخری 2 آیات کے بارے میں ہے کہ وہ مکی ہیں.)

✎ اس ٹاپک کی مناسبت سے قرآن میں دو مزید آیتیں آتی ہیں، ان کا مقصد بھی غالبا تنبیہ کے طور پر ہدایت ہے.

☜ وَلَا تَطرُدِ الَّذِينَ يَدعُونَ رَبَّهُم بِالغَدٰوةِ وَالعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجهَهٗ مَا عَلَيكَ مِن حِسَابِهِم مِّن شَیءٍ وَّمَا مِن حِسَابِكَ عَلَيهِم مِّن شَیءٍ فَتَطرُدَهُم فَتَكُونَ مِنَ الظّٰلِمِينَ ٥٢ (انعام، 6:52)

اور جو لوگ اپنے رب کو رات دن پکارتے رہتے ہیں اور اس کی خوشنودی کی طلب میں لگے ہوئے ہیں انہیں اپنے سے دور نہ پھینکو. ان کے حساب میں سے کسی چیز کا بار تم پر نہیں ہے اور

تمہارے حساب میں سے کی چیز کا بار ان پر نہیں۔ اس پر بھی اگر تم انہیں دور پھینکو گے تو ظالموں میں شمار ہو گے ۔

☜ **اَفَاَنتَ تُسمِعُ الصُّمَّ اَو تَهدِی العُمیَ وَمَن کَانَ فِی ضَلٰلٍ مُّبِینٍ ٤٠ (زخرف، 43:40)**

تو (اے نبی ﷺ !) کیا آپ بہروں کو سنائیں گے یا آپ اندھوں کو راہ دکھائیں گے اور ان کو جو کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

عبس و تولّٰی

1۔ عَبَسَ وَ تَوَلّٰٓى ﴿١﴾

اُس نے چہرا بگاڑا اور منھ موڑا۔

(اظھر)

" إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ "... (نساء، 4105)

(اے نبی ﷺ) ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمہاری طرف نازل کی ہے ' تاکہ جو راہ راست اللہ نے تمہیں دکھائی ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو ' تم بدیانت لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والے نہ بنو ' ۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ اِنۡ لَّمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ اَسَفًا ٦ (کھف، 18:6)

شاید تم ان کے پیچھے غم سے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالو گے، اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائے۔

لَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ اِلٰى مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَاخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ٨٨ (حجر، 15:88)

تم اس متاعِ دنیا کی طرف آنکھ اٹھاکر نہ دیکھو جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو دی ہیں اور ان پر غم نہ کرو اور ایمان والوں پر اپنے شفقت کے بازو جھکادو

تفسیری نکات:

- **تفسیر ابن کثیر:**

یہ واقعہ نبی ﷺ کے نبوت کے اخلاص پر تنبیہ نہیں بلکہ ادب کی تعلیم ہے کہ دین میں سچے طالب علم (خواہ وہ غریب ہوں) زیادہ اہم ہیں۔

- **تفسیر المیزان (علامہ طباطبائی):**

قرآن میں "عبس" جیسے الفاظ تنبیہ کے لیے آتے ہیں، نہ کہ تنقید کے لیے۔ اس میں نبی کی شخصیت کو تنقید کا نشانہ نہیں بنایا جا رہا بلکہ ایک تربیتی انداز ہے۔

قرآن میں لفظ "عبس" صرف 2 بار آیا ہے۔ تنزیلی اعتبارسے یہ دوسری بار ہے، اور پہلی بار سورہ مدثر کی آیت 22 میں

ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۙ ۲۲ (مدثر، 74:22)
پھر اس نے تیور چڑھائے اور منہ بنایا۔

2۔ اَنۡ جَآءَہُ الۡاَعۡمٰی ﴿۲﴾

که آیا ان کے پاس ایک نابینا۔
(اظھر)

ترش روئی اختیار کرنے والا بنی امیہ کا ایک شخص تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا۔ اس وقت عبداللہ بن ام مکتوم آیا تو اس نے منہ چڑھایا اور ترش روئی اختیار کی۔ اس شخص کی مذمت میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ (کوثر)

3۔ وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰۤی ﴿۳﴾

اور آپ کو کیا معلوم کہ شاید وہ پاک ہوجائے۔
(احمد علی)

"قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّىٰهَا" (شمس، 91:9)
یقینا فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا

فَاِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ مِّنِّیۡ ہُدًی ۬ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ ہُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشۡقٰی ۱۲۳ (طه، 20:123)
اب اگر میری طرف سے تمہیں کوئی ہدایت پہنچے تو جو کوئی میری اس ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ بھٹکے گا نہ بدبختی میں مبتلا ہو گا۔

"وَذَكِّرْ فَإِنَّ ٱلذِّكْرَىٰ تَنفَعُ ٱلْمُؤْمِنِينَ" (ذاریات، 55)
اور نصیحت کرتے رہو کہ نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے۔

راغب نے لکھا ہے کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں مَاۤاَدۡرٰکَ (تجھے کیا خبر ہے یا تجھے کس نے آگاہ کیا) آیا ہے اس کے بعد اس چیز کی

بابت بیان کر دیا گیا ہے۔ مثلاً [97:2]۔ لیکن جہاں جہاں مَایُدْرِیْکَ(تجھے کیا چیز بتاتی ہے) آیا ہے وہاں اس چیز کے بعد اس کے متعلق بیان نہیں کیا گیا **(راغب)۔ بلکہ اس کے بعد لَعَلَّ (شاید)کہہ کر، پیش نظر بات کہی گئی ہے (دیکھئے80:3، 42:17)۔ یعنی مَاآَدْرَاکَ کے بعد بات کا علم یقینی طور پر دے دیا گیا ہے لیکن مَایُدْرِیْکَ کے بعد کہا ہے کہ شاید (یا ہو سکتا ہے) کہ یہ اس طرح ہو جائے۔ مثال کے طور پر سورۃ القدر میں پہلے کہا گیا ہے کہ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۔ " تجھے کیا خبر کہ لیلۃ القدر کیا ہے"اس کے بعد باقی آیات میں لیلۃ القدر کے متعلق مزید صراحت ہے۔ اس کے برعکس سورۃ شوریٰ میں ہے۔ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ[42:17]"تجھے کیا خبر؟ ہو سکتا ہے کہ انقلاب کی گھڑی قریب ہی ہو"
ان مثالوں سے مَا اَ دْرَاکَ اور مَایُدْرِیْکَ کے استعمال کا فرق سامنے آجاتا ہے۔ (ڈکشنری)

4۔ اَوۡ يَذَّكَّرُ فَتَنۡفَعَهُ الذِّكۡرٰى ﴿۴﴾

یا وہ نصیحت پکڑ لے تو اس کو نصیحت نفع دے۔

(احمد علی)

5۔ اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰى ﴿۵﴾

لیکن جو مستغنی بن بیٹھا۔

(علامه جوادی)

6۔ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ﴿۶﴾

تم اس کی فکر میں پڑتے ہو۔

(وحیدالدین)

7۔ وَ مَا عَلَیْکَ اَلَّا یَزَّکّٰى ﴿۷﴾

حالانکہ تم پر کوئی الزام نہیں اگر وہ پاکیزہ نہیں ہوتا۔

(محمد حسین نجفی)

"فَمَا لَهُمْ عَنِ ٱلتَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾"
ترجمہ" :تو ان کو کیا ہوا کہ نصیحت سے منہ موڑتے ہیں؟ گویا کہ وہ بدکنے والے گدھے ہیں، جو شیر سے بھاگے ہوں۔" (مدثر 74، 49-51)

"إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ"
ترجمہ" :یقیناً جنھوں نے کفر کیا، ان کے لیے برابر ہے، خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔" (بقرہ، 2:6)

"فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ ٱلْبَلَٰغُ ٱلْمُبِينُ" (نحل، 16:82)
ترجمہ" :پھر اگر وہ منہ موڑیں، تو آپ پر صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے۔"

"إِنَّكَ لَا تَهْدِى مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَهْدِى مَن يَشَآءُ"
ترجمہ" :بے شک آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، بلکہ اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔" (قصص، 28:56)

8۔ وَ اَمَّا مَنْ جَآءَکَ یَسْعٰى ﴿۸﴾

اور وہ جو آپ ﷺ کے پاس دوڑتا ہوا آیا ہے۔

(اسرار احمد)

یَسعٰی :اشتیاق کی طرف اشارہ ہے کہ یہ مؤمن آپ کی بارگاہ میں سعی و اشتیاق سے آتا ہے۔ سعی سے مراد تیز قدم والا دوڑنا نہیں

ہے۔ ایک نابینا دوڑ نہیں سکتا بلکہ اس سے مراد اشتیاق ہے۔
(کوثر)

9۔ وَ ہُوَ یَخۡشٰی ﴿۹﴾
اور وہ خوف خدا بھی رکھتا ہے۔
(جوادی)

10۔ فَاَنۡتَ عَنۡہُ تَلَہّٰی ﴿۱۰﴾
اس سے تم بے رخی کرتے ہو۔
(جالندھری)

"قَالَ هُمْ أُوْلَآءِ عَلَىٰٓ أَثَرِى وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ" (طه، 20:84)
ترجمہ" :کہا (موسیٰ نے): وہ میرے پیچھے آ رہے ہیں، اور میں تیرے پاس جلدی آیا، اے میرے رب، تاکہ تو راضی ہو جائے۔"

یہ آیت بھی اس کردار اور اس سوچ کی طرف اشارہ ہے جو دنیا والوں پر حاکم ہے جس کے تحت تمام تر اہمیت مراعات یافتہ طبقہ کو مل جاتی ہے۔ (کوثر)

ان آیات کے ضمن میں اللہ تعالٰی کا پیغام پوری امتِ مسلمہ (خصوصا علماء) کو دے رہے۔

ذکر

11۔ کَلَّاۤ اِنَّہَا تَذۡکِرَۃٌ ﴿۱۱﴾
یوں نہیں یہ تو سمجھانا ہے۔
(احمد رضا خان)

"اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا" (انسان، 76:24)
ترجمه" :یقیناً یہ ایک نصیحت ہے، پھر جو چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کرے۔"

"وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ"
ترجمہ" :اور بے شک ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا، تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟"

مفسر فصل الخطاب (نقن صاحب) لکھتے ہیں:

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ ١١ (کلا، انها تزکرة)

"میں نے ایک مرتبہ ایک صاحب کو جنہوں نے ان آیات کے متعلق دریافت کیا اس کے بعد فوراً جو ہے کلا انها تذکرة (ہرگز نہیں ہے، یہ تو ایک نصیحت ہے)، اس "کلا" کی لفظ سے مطمئن کیا کہ اس کا مطلب یہ کہ حاشا، آپ بھلا ایسا تھوڑی کریں گے۔ یہ تو عام طور پر ایک نصیحت ہے کہ اسے یاد رکھنا چاہیے۔"

12۔ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۱۲﴾

تو جو چاہے اس سے نصیحت اخذ کرلے۔
(اسرار احمد)

13۔ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾

وہ ایسے صحیفوں میں ہے جومکرم ہیں۔
(وحیدالدین)

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ - فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۔لَّا يَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿﴾ (۵۶ واقعہ: ۷۹)
جسے صرف پاکیزہ لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔

📖 صحف ِمکرمہ ‘ اُمّ الکتاب‘ کتابِ مکنون اور لوح محفوظ اسی مقام خاص کے مختلف نام ہیں۔

14۔ مَّرۡفُوۡعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿۱۴﴾

بلند وبالا نہایت پاک۔

(اسرار احمد)

"رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً، فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ" (بینہ، 98:2)

15۔ بِاَيۡدِىۡ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾

یہ ایسے (فرشتوں کے) ہاتھوں میں ہیں۔

(علامہ جوادی)

📖 اَلسَّفْرُ .کے بنیادی معنی ہیں کسی چیز سے پردہ اٹھا کر اسے واضح اور بے نقاب کر دینا۔ صاحب محیط نے لکھا ہے کہ اَ لسَّفْرُ کسی چیز کے ظاہری حصہ کے واضح کر دینے کوکہتے ہیں اور اَ لْفَسْرُ (جس سے تفسیر ہے) کے معنی ہیں کسی چیز کے اندرونی حصہ کو کھول کر واضح کر دینا*(محیط) ۔ بہر حال اس کے بنیادی معنی بے نقاب کرنا‘ واضح اور روشن کرنا ہیں۔ سَفَرَتِ الْمَرْأَةُ .عورت نے اپنے چہرے سے نقاب الٹ دی**(تاج)۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنی کھل جانے۔ چھٹ جانے اور صاف ہو جانے کے ہیں۔

سَفِیْرٌ ۔ قوم کے درمیان صلح کرانے والا**(تاج)۔ اس اعتبار سے کہ وہ دونوں فریقوں کے دل کی بات کو باہر نکال کر معاملہ کو صاف کرا دیتا ہے۔ اَ لسَّفَارَةُ وَالسِّفَارَةُ۔ قوم کے درمیان اصلاح یا صلح کی

کوشش کرنا**(تاج).اَ لسِّفْرُ ۔ بڑی کتاب یا وہ کتاب جو حقائق کو روشن کرتی ہے۔ اس کی جمع اَ سْفَارٌ ہے [5: 62]سَفَرَ الْکِتَابَ سَفَرْاً .کتاب کو لکھا**(تاج).سَافِرٌ.لکھنے والا (اس کی جمع ہے اَلسَّفَرَةُ)۔ اَ سْفَرالصُّبْحُ ۔ صبح روشن ہوئی۔ (ڈکشنری)

16۔ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾

جو معزز نیکوکار ہیں۔

(اظہر)

📖 قرآن کریم میں بِرٌّ بمقابلہ اِثْمٌ آیا ہے۔ [5:2]۔ اِثْمٌ کے معنی ہیں کمزوری، اضمحلال۔ تکان۔ لہٰذا بِرٌّکے معنی ہوں گے قوت۔ وسعت۔ کثرت ۔ کشادگی۔ فراخی۔ چونکہ اِثْمٌ جرم (گناہ) ہے اس لیے بِرٌّ نیکی (Virtue) ہے۔ لہٰذا قرآن کی رو سے "نیک کام" (بِرٌّ) وہ ہوں گے جن سے کشاد کی راہیں کھل جائیں۔ جن سے انفرادی طور پر نگاہ میں فراخی، قلب میں کشادگی اور انسانی ذات میں وسعت پیدا ہو جائے اور اجتماعی طور پر سامان زیست میں کثرت اور وسعت آ جائے ۔ (ڈکشنری)

✎ قرآن مجید کی تعریف: یہ وہ کتاب ہے پس جو چاہے یاد رکھے (دعوتِ قرآن میں جبر نہیں ہے، جو کہ چاہے اپنے اختیار سے اسے قبول کرے- تفسیر نور)، مکرم صحیفوں میں لکھا ہوا، بلند اور پاک، جو عزت والے نیک سفیروں کے ہاتھوں میں ہے۔

📖 یہ قرآن ایسے فرشتوں کے ہاتھوں میں ہے جو اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان سفارت کا کام کرتے ہیں۔ یعنی یہ کلام اللہ جب اللہ تعالیٰ سے صادر ہوتا ہے اور فرشتہ ہائے وحی کے سپرد ہو جاتا ہے تو وہ اسے انبیاء علیہم السلام تک پہنچا دیتے ہیں۔
سَفَرَةٍ سے مراد سفیر لینا ہی مناسب ہے چونکہ فرشتے پیغام رسانی کا کام کرتے ہیں۔

📖 بعض مترجمین اور مفسرین نے سَفَرَةٍ سے مراد کاتبین لیے ہیں جس کا سیاق آیت سے کوئی ربط نہیں ہے۔
اس سے بھی بعید تر ان لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے مراد قارئین و کاتبین قرآن ہیں۔ اس نظریہ کی نفی اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں فرمایا:
مثل الذی یقرء القرآن و ھو حافظ لہ مع السفرۃ الکرام البررۃ۔ (صحیح بخاری)
جو قرآن کی قرائت کرتا ہے اور وہ اس کے (احکام) کی حفاظت بھی کرتا ہے وہ سفرۃ الکرام البررۃ کے ساتھ ہو گا۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے:
الحافظ للقرآن و العامل بہ مع السفرۃ الکرام البررۃ۔(مجمع البیان)
جو قرآن حفظ کرتا اور اس پر عمل کرتا ہے وہ ان کے ساتھ ہو گا جو سفرۂ کرام سے متصف ہیں۔
اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ لوگ خود سفرہ کرام نہیں ہیں۔ (کوثر)

انسان ہلاک ہو

17۔ قُتِلَ الۡاِنۡسَانُ مَاۤ اَکۡفَرَہٗ ﴿۱۷﴾

ہلاک ہو انسان، کیسا ناشکرا ہے۔

(طاہرالقادری)

📖 قُتِلَ الاِنسَانُ :کہتے ہیں یہ جملہ عربی محاورہ میں اس سے پہلے استعمال نہیں ہوا۔ یہ شدید عذاب کے لیے ایک بدعا ہے چونکہ انسان کے لیے اس کی زندگی چھینے سے بدتر عذاب نہیں ہے۔ قُتِلَ الاِنسَانُ ایسے ہے جیسے ہم مردہ باد کہتے ہیں۔ (کوثر)

✎ یہ آیت مطلقاً انسان کہہ کے مخاطب ہے، جس میں سب آجاتے۔ پھر سوال یہی بنتا کہ کیا واقعی اس میں سب شامل ہیں یعنی انبیاء، شہداء، صالحین، صدیقین سب کو ملاکر؟

📖 اس انسان سے کون مراد ہے؟

اس قسم کے مقامات پر جہاں مطلق انسان کی مذمت کی گئی ہے آیا اس سے انسانی نوع کا ہر فرد مراد ہے؟ حاشا وکلا۔ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔ اس سے کافر، منافق، مجرم، اور احسان فراموش، ناشکرا انسان مراد ہے۔ جو اپنے حقیقی محسن و منعم کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔ (فیضان الرحمٰن)

- اگر مطلق انسان لکھنے کے باوجود "سب انسان" مراد نہیں لیا جاسکتا، تو پھر عبس وتولٰی میں وہ ہستی مراد کیونکر؟

- دوسری ایک تاویل یہ ہوسکتی ہے کہ جو خود اسی آیت میں شامل ہے، یعنی "ما اکفرہ" اس لفظ کا ترجمہ ہم کفر سے اگر کریں، یعنی اللہ سے، اللہ کے احکامات سے، اللہ نے انبیاء سے، اللہ کی کتابوں سے، دوبارہ مر کر جی اٹھنے سے، قیامت سے، جنت و جھنم سے جو کفر کرتا ہے... اور پیروی نہیں کرتا۔ وہ انسان ہلاک ہو۔ یعنی اس بات میں "ناشکرا" ہے کہ اللہ کی ساری نعمتیں ملنے کے باوجود وہ "کفر" کرتا ہے۔

18۔ مِنۡ اَیِّ شَیۡءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾

(نہیں سوچتا کہ اللہ نے) کس چیز سے اُسے پیدا کیا؟

(اظھر)

19۔ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾

نطفه سے، خلق کیا اسے پھر مقدر کیا۔

(اظھر)

- قَدْرٌ کے بنیادی معنی ہیں اندازہ۔ پیمانہ۔ قَدَرْتُ الشَّیْئَ کے معنی ہیں میں نے اس چیز کو ماپا۔ اس کا اندازہ کیا۔ اس کی لمبائی چوڑائی جسامت، کمیت وغیرہ کو متعین کیا۔ بتایا کہ وہ کیسی ہے، کتنی ہے، اس کا تناسب کیا ہے۔ (ڈکشنری)

- فقدرہٗ: کا ترجمہ اکثر مترجمین نے "تقدیر" کیا ہے، یعنی predefined destination جو ٹیکنیکلی ٹھیک ہے پر یہاں پر میں سمجھتا جو اس لفظ کی بنیادی معنیٰ ہے جو ڈکشنری میں لکھی ہوئی وہ زیادہ implement ہوتی.
دوسرا ترجمہ اسکا "اندازہ مقرر کیا" کیا گیا ہے۔ یہ بنیادی معنیٰ سے زیادہ قریب ہے، اور غالباً اُسی حساب سے کیا گیا۔ پر لفظ "اندازہ" اردو میں تھوڑا بہت ایسے تاثر دیتا جو فکسڈ نہ ہو۔ یعنی میں اگر آپ سے پوچھوں یہاں سے وہاں تک کتنے میٹر ہوگا، آپ بولوگے میرا اندازہ یہ ہے کہ 9 میٹر ہوگا۔ یعنی اندازہ ایک اندازہ ہے، جیسے ایک fixed constant نہیں ہے، بلکہ variableہے۔

پھر اسکے مقابلے میں، بنیادی معنیٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے، "ٹھیک کیا، درست کیا، اسکے پرفیکٹ کیا" زیادہ بہتر ہوسکتا، (جس میں تقدیر بھی مضمر ہے۔)

- پھر لفظ "مقدر" خود تقدیر سے بنتا، تو پھر آیا آپ "تقدیر" کرلیں، "درست" کرلیں، یا "اندازہ" کرلیں۔ (میرے نزدیک سارے مفہوم ہوسکتے، یعنی اندازہ کر کے، درست کرکے، اور تقدیر مقدر کی۔)

20۔ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾

پھر اس کے لیے راستہ آسان کردیا

(عبدلرحمٰن کیلانی)

✎ اس آیت کو سمجھنے کے لیے اگلی آیت دیکھنی پڑے گی۔

21۔ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقۡبَرَهٗ ﴿۲۱﴾

پھر اسے موت دیکر اسے قبر (میں پہنچایا)

(اظھر)

✎ آیت 19 میں نطفہ سے خلق ہوکر، تقدیر لے کر آجاتا، اور آیت 21 میں مرکر قبر میں پہنچ جاتا... اسکا مطلب بیچ میں آیت 20 میں "سبیل" کا مطلب اسکی پوری زندگی ہے جو خلق اور موت کی بیچ میں گزارتا۔ اور اللہ نے وہ آسان کردی ہے۔ یعنی Astronomically، ہم

unimaginable impossible uncountable possibilities

کے متعلق نہیں جانتے، (جو ہوئی ہی نہیں) کہ اگر وہ ہوجاتی، تو انسان کی زندگی کتنی مشکل میں پڑ جاتی۔

یعنی یہاں natural life کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اس کے لیے آسان کردی ہے، کہ پیدا ہوتا ہے تو بچہ ہوتا ہے، کھیلتا ہے کودتا ہے، جوان ہوتا چیزیں سیکھتا ہے، شادی کرتا ہے، بچے پیدا کرتا ہے، ادھیڑ عمر کو ہوجاتا، ہنستا ہے روتا ہے، بڈھا ہوجاتا ہے اور مرجاتا ہے۔ (یہ ایک سمپل آسان زندگی ہے انسان کی۔)

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبحَثُ فِی الاَرضِ لِيُرِيَه كَيفَ يُوَارِی سَوءَةَ اَخِيهِؕ قَالَ يَاوَيلَتٰى اَعَجَزتُ اَن اَكُونَ مِثلَ هٰذَا الغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوءَةَ اَخِی ۚ فَاَصبَحَ مِنَ النّٰدِمِينَۛ ۚ ٣١ (مائدہ، 5:31)

پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کھودنے لگا تاکہ اسے بتائے کہ اپنے بھائی کی لاش کیسے چھپائے۔ یہ دیکھ کر وہ بولا "افسوس مجھ پر! میں اس کوے جیسا بھی نہ ہوسکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپانے کی تدبیر نکال لیتا، اس کے بعد وہ اپنے کئے پر بہت بچھتایا۔

کتاب علل الشرائع میں فضل بن شاذان سے روایت ہے کہ جب حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ دفن کا حکم کیوں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس لیے دفن کا حکم دیا گیا ہے تاکہ جسم کا فساد ظاہر نہ ہو، اس کی بو زمین کے اندر ہی رہے تاکہ زندوں کو تکلیف نہ پہنچے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ چاہنے والوں اور نہ چاہنے والوں سے جسدِ خاکی پوشیدہ ہوجائے، دوست محزون نہ ہوں اور دشمن خوش نہ ہوں۔ (تفسیرنورالثقلین)

تمہیں ایسا بلند و اعلیٰ ذکر دیا گیا ہے، جس کا ایک ایک حرف طلسماتی تعبیر رکھتا ہے، جس کی ایک ایک آیت کو آسمانوں میں سونے (بلکہ francium,) سے لکھی گئی ہوں، جسکو پڑھنے اور دیکھنے کے لیے آنکھیں ترس جائیں۔ وہ کلام تمہیں طشت پر سجا کر دے مفت میں دے دیا گیا ہے پر تمہیں اس کی قدر نہیں! جس

کی ایک چھوٹی سورۃ بھی پچھلے انبیاء پر نازل ہوجاتی تو یہ ان کے لیے فخر کی بات ہوتی۔ اور تم لوگ خوشنصیب ہو جو 6236 آیتیں تمھیں دے دی گئی، جس پر شکر بجا لانے کے بجائے الٹا کفر کرتے ہو۔ پھریقینا "قتل الإنسان ما أكفره" (ہلاک ہو انسان کہ کس قدر ناشکرا ہے)۔ رم ہماری آیتوں کا انکار کرتے ہو، اور خود کو دیکھا بھی ہے کبھی؟ کس چیز سے خلق کیے گئے ہو؟ من أي شيء خلقه، اپنا اول دیکھو اپنا آخر دیکھو، ایک نطفہ کی ابتدء، "من نطفة خلقه"، پھر ایک قبر کی انتہاء، "ثم أماته فأقبره!"، اور اس بیچ میں بھی ہم نے ہی تمہیں ٹھیک کیا، تقدیر بنائی، اور راستہ آسان بنایا، "فقدره ثم السبيل يسره"، یعنی جب پیدا ہوئے تو پہلے تم کمزور، بے سمجھ، نادان بچے تھے، نوجوان ہوے، جوان ہوے اور بوڑھے، اس بیچ میں، کھیلے کودے، لڑے بھڑے، ہنسے روئے، عشق لڑائے، کمایا، کھایا پیا، عیش کیا ... یہاں تک کے مرگئے۔ اور مرنے کے بعد بھی ہمنے تمہیں بے یارومددگار نہیں چھوڑا، اور قبر میں دفنانے کے طریقہ سکھا کر تمہیں عزت بخشی... پر نہیں تم ناشکرے کے ناشکرے ہی رہے۔ پھر ہلاک ہی ہو انسان۔"قتل الإنسان ما أكفره"

22۔ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنۡشَرَہٗ ﴿۲۲﴾

پھر جب اللہ چاہے گا اسے اٹھالے گا۔

(بلاغ القرآن)

📖 توحید، نبوت اور قیامت ایک دوسرے کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔

(خلقہ... السبیل یسرہ... انشرہ) (تفسیر نور)

📖 انسان ابتداء سے انتہاء تک اُس کی تدبیر کے تحت ہے۔
(خلقہ... اماتہ... انشرہ) (تفسیر نور)

📖 موت اور قبر میں مدفون ہوجانے کو نعمتوں میں شمار کیا! (تفسیر صافی)

23۔ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿٢٣﴾

بالکل نہیں ،اس نے ہرگز پورا نہیں کیا جس کا اسے حکم دیا گیا تھا۔
(وحیدالدین)

✎ یہ وہ آیت ہے جو آیت 17 سے انسان پر لعنت سے شروع ہوئی تھی؛ کہ تم پوری زندگی گزار کر آگئے پر اللہ کا حکم کو پورا نہ کیا۔ اسی لیے ہلاک ہو انسان۔

📖 وہی بندہ اچھا ہے جو بارگاہ خداوندی میں اپنی کوتاہی کا عذر پیش کرے ورنہ اس کی بارگاہ کے لائق کوئی شخص بھی بندگی کا فرض ادا نہیں کرسکتا۔ (تفسیر نمونہ)

Food Chain/Eco System

24۔ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿٢٤﴾

پس انسان کو اپنے طعام کی طرف نظر کرنی چاہیے۔
(بلاغ القرآن)

"هُوَ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً لَّكُم"... (نحل، 10:16-11)
ترجمہ" :وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی اتارا... پھر اس سے کھیتیاں اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے پھل پیدا کیے۔"

انسان اپنے طعام پر نظر ڈالے، کہ کیسے ایک دانہ سے اس کی غذا کا سفر طے کرتا اسے کے دسترخوان پر پہنچتا ہے:

1. کیسے کسان بیج بوتا، اسکو پانی دیتا اسکا خیال رکھتا.
2. کئی مہینے تک اس کی دیکھ بھال کرتا، زمانہ کے حوادث اور چرند پرند سے بچ بچا کار اسے رکھا جاتا، اور پھر دانہ پک کر راس ہوجاتا.
3. تو اسے کاشت کیا جاتا، اس سے دانے نکالے جاتے.
4. اس کو پیس کر آٹا بنایا جاتا.
5. آٹا گوندھا جاتا پھر اسکی آگ پر روٹی بنائی جاتی.
6. پھر تمہارے دسترخوان پر سج کر آتی.

یعنی ایک گندم کا بیج جب بویا جاتا تو وہاں سے لے کر ہمارے پیٹ تک پہنچنے میں ایک لمبی کہانی ہے۔ اور یہ قدرت کا کام ہے، ورنہ انسان تو بے بس ہے کہ ایک گندم کے دانے کو ان سب حوادث سے بچا کر اپنے منھ تک پہنچا سکے۔

تبھی: ثم السبیل یسرہ 17.

25۔ اَنَّا صَبَبۡنَا الۡمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾

کہ ہم نے خوب پانی برسایا۔

(بلاغ القرآن)

26۔ ثُمَّ شَقَقۡنَا الۡاَرۡضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾

پھر ہم نے زمین کو خوب شگافتہ کیا۔

(بلاغ القرآن)

27۔ فَاَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا حَبًّا ﴿۲۷﴾

پھر ہم ہی نے اس میں اناج اگایا۔

(جالندھری)

28۔ وَّ عِنَبًا وَّ قَضۡبًا ﴿۲۸﴾

نیز انگور اور سبزیاں۔

(بلاغ القرآن)

29۔ وَّ زَیۡتُوۡنًا وَّ نَخۡلًا ﴿۲۹﴾

اور زیتون اور کھجوریں۔

(بلاغ القرآن)

30۔ وَّ حَدَآئِقَ غُلۡبًا ﴿۳۰﴾

اور گھنے باغات۔

(بلاغ القرآن)

31۔ وَّ فَاکِہَۃً وَّ اَبًّا ﴿۳۱﴾

اور پھل اور سبزہ۔

(وحیدالدین)

📖 **صاحب مفردات نے کہا ہے کہ مویشیوں کے لئے اَبٌّ کی وہی حیثیت ہے جو انسانوں کے لئے فَاکِهَةٌ کی ہے۔ فَاکِهَةٌ اس کھانے کی چیز کو کہتے ہیں جسے لذت کے لئے کھایا جائے۔ اس لئے اَبٌّ ان کھانے کی چیزوں کو کہیں گے جنہیں مویشی خوشی سے کھائیں۔ (لغت القرآن)**

32۔ مَّتَاعًا لَّكُمۡ وَ لِاَنۡعَامِكُمۡ ﴿۳۲﴾

یہ سب تمہارے اور تمہارے جانوروں کے لئے سرمایہ حیات ہے۔

(علامہ جوادی)

- آیت 17 میں جب اللہ نے کہا تھا "ثم السبیل یسرہ" (تمہاری زندگی کا سفر آسان کردیا)... وہ آسان کیسے کیا؟ اُس کی ایک جھلک اللہ تعالیٰ نے ان ایات میں دکھادی۔

- اللہ نے تو زندگی آسان بنادی ہے، پر تم نے اپنے اوپر جابر حکمران مسلط کیے ہوئے جنہوں نے تمہاری زندگی اجیرن بنا رکھی ہے تو اب یہ تمہارا مسئلہ ہے۔

- اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ‌ؕ(رعد، 13:11)

"اللہ تعالٰی کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے"

- ایک حدیث میں حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ:

"کیا وجہ ہے کہ میں کچھ لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ جب رات کو کھانا ان کے پاس لاتے ہیں تو چراغ روشن کرتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ وہ کونسی غذا اپنے شکم میں داخل کررہے ہیں لیکن وہ اپنی روح کی غذا کو اہمیت دیتے اور علم کے ذریعہ چراغ عقل کو روشن نہیں کرتے تاکہ عوارض جہالت و گناہ سے بچیں اور عقیدے اور اعمال صحت مند رہیں۔" (نمونہ)

معاد

33۔ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾

پھر جب کان پھاڑ آواز آئے گی۔
(بلاغ القرآن)
پھر جب آجائے گی "الصاخة"!
(اظھر)

📖 اَلصَّخُّ ۔ لوہے کو لوہے پر یا کسی اور سخت چیز کو سخت چیز پر زور سے مارنا۔ (جیسے کارخانوں میں ہوتا ہے)۔نیز اس طرح دو سخت چیزوں کے لگنے سے پیدا ہونے والی آواز اسی سے اَ لصَّاخَّةُ سخت اور کرخت آواز کو کہتے ہیں جو کانوں کو بہرہ کر دے۔ سخت مصیبت کو بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ صَخَّنِیْ فُلَانٌ بَعَظِیْمَةٍ کے معنی ہیں اس نے مجھ پر بہت بڑا اتہام لگایا*(تاج ۔نیز ابن فارس) ۔ قرآن کریم میں انقلاب عظیم کے لیے آیا ہے فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ [80: 33]۔ مبہوت کر دینے والی مصیبت۔ اور اگر اس میں جنگ کی طرف بھی اشارہ ہے تو پھر ہتھیاروں کی جھنکار کا پہلو بھی اس میں مضمر ہے۔ (ڈکشنری – مفہوم القرآن)

34۔ یَوۡمَ یَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِیۡهِ ﴿۳۴﴾

اُس دن انسان اپنے بھائی سے فرار ہوگا۔
(اظھر)

یَوۡمًا لَّا یَجۡزِیۡ وَالِدٌ عَنۡ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوۡلُوۡدٌ هُوَ جَازٍ عَنۡ وَّالِدِهٖ شَیۡـًٔا۔(لقمان، 31:33)
ڈرو اُس دن سے جبکہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی اپنے باپ کی طرف سے کچھ بدلہ دینے والا ہوگا۔

"يَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَيۡـًٔا "(سورة الانفطار، 82:19)
ترجمہ" :وہ دن ہوگا جس میں کوئی جان کسی کے لیے کچھ اختیار نہ رکھے گی۔"

اَ لْمَرْءُ نیز اُ مْرُؤٌ ۔ انسان یا مرد۔ اَ لْمَرْاَ ةُ اور اَ لْاِمْرَاَةُ عورت کو کہتے ہیں۔ (لغت)

یہاں المرء سے انسان ترجمہ کیا گیا ہے پر اس کا اشارہ مرد کی طرف ہے، یعنی مرد بھاگیں گے، عورتیں نہیں بھاگیں گی۔ (واللہ اعلم)

35۔ وَ اُمِّہٖ وَ اَبِیۡہِ ﴿ۙ۳۵﴾

اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے۔
(اظهر)

36۔ وَ صَاحِبَتِہٖ وَ بَنِیۡہِ ﴿ؕ۳۶﴾

اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے۔
(اظهر)

"مجرم چاہے گا کہ کاش، اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں" (معارج، 70:11)
وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيۡهِ ۱۲ (اپنی بیوی کو ، اپنے بھائی کو ، (معارج، 70:12)
اور اپنے گھرانے کو جس میں رہتا تھا۔ (معارج، 70:13)
اور جتنے آدمی زمین میں ہیں (غرض) سب (کچھ دے دے) اور اپنے تئیں عذاب سے چھڑا لے۔ (معارج، 70:14)

ان قریبی رشتوں میں اللہ تعالیٰ نے "بہن اور بیٹی" نہیں گنائی، اب یا تو "اخیہ" و "بنیہ" میں ہم مضمر (included) سمجھیں۔ یا پھر ماننا پڑے گا یہ وہ رشتے ہیں جن سے انسان نہیں بھاگے گا۔ (بشرطیکہ جس نے جس پر ظلم کیا ہوگا، وہ یقینا مسئول ہے)

37۔ لِكُلِّ امۡرِیٴٍ مِّنۡهُمۡ يَوۡمَئِذٍ شَاۡنٌ يُّغۡنِيۡهِ ﴿۳۷﴾

اُس دن ہر شخص کی ایسی حالت ہوگی کہ (دوسروں سے) بے پرواہ ہوگا۔
(اظھر)

یقینا یہ سب رشتے وہ ہوں گے جنہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ ظلم کیا ہوگا۔ پھر حقوق العباد کے معاملے میں دو بندوں کا معاملہ طے نہیں ہوتا جب تک آپس میں کسی بات پر رضامند نہیں ہوتے۔ اس لیے انسان اپنے معاملات دنیا میں ہی درست کرلے تو بہتر ہے، ورنہ یہ بات "آخر" تک جائے گی۔ اور جب کسی چیز کے انصاف میں جتنی "تاخیر" ہوتی ہے، اس کا پھر بدلہ بھی اتنا بڑھ چڑھ کر دینا پڑتا ہے۔

باقی جو باپ بیٹے، بیوی آپس میں نیک ہوں گے، تو اللہ کہتا ہے کہ میں ان کو ملا دوں گا۔

وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَاتَّبَعَتهُم ذُرِّيَّتُهُم بِاِيمَانٍ اَلحَقنَا بِهِم ذُرِّيَّتَهُم وَمَا﴿۳۷﴾ (طور، 52:21)

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو ان تک پہنچا دیں گے۔

جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَن صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ...
"ہمیشگی کے باغات جن میں وہ داخل ہوں گے، اور ان کے والدین، بیویاں اور اولاد میں سے جو نیک ہوں گے۔ 🕮 "الرعد:(13:23)

روشن چہرے/غبار آلود چہرے

38۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾

(کچھ) چہرے اُس دن روشن ہوں گے۔

(اظہر)

"وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ، إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ" (سورة القيامه، 22–75:24)

ترجمہ" :اس دن کچھ چہرے تر و تازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔"

"يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ" (سورة آل عمران، 3:106)

ترجمہ" :جس دن کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے۔"

"کچھ" یا "بہت" عربی متن میں نہیں ہے۔

کچھ مترجمین نے "بہت" لگایا ہے اور بہت مترجمین نے "کچھ" لگایا ہے۔

(عربی متن میں اتنا ہی ہے، "چھرے ہوں گے اس دن روشن")

39۔ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾

ہنستے مسکراتے، خوشیاں مناتے

(اظہر)

40۔ وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾

اور کچھ چہرے اس دن غبار آلود ہوں گے۔

(ڈاکٹر اسرار احمد)

41۔ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾

ان پر سیاہی چھائی ہوئی ہوگی۔

(ڈاکٹر اسرار احمد)

42۔ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکَفَرَۃُ الۡفَجَرَۃُ﴿۴۲﴾

یہی کافر و فاجر لوگ ہوں گے ۔

(فی ظلل القرآن)

(سورۃ الانفطار، 82:13-14)

"إِنَّ ٱلۡأَبۡرَارَ لَفِی نَعِیمٍ، وَإِنَّ ٱلۡفُجَّارَ لَفِی جَحِیمٍ"

ترجمہ" :یقیناً نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے، اور فاجر (گناہگار) لوگ جہنم میں ہوں گے۔"

درسِ سورۃ

- اس سورۃ کا پہلا بنیادی درس تو یہی ہے کہ دین کی تبلیغ میں لوگوں کی دھن دولت، امیری، غریبی، خوبصورتی، بد صورتی، وغیرہ دیکھ کر نہیں کرنی چاہیے۔ پیغام سب کو یک طرفہ ملنا چاہیے، پر اس کی طرف خصوصی توجہ کرنی چاہیے جو خود دوڑتا ہوا دین سیکھنے آئے۔
یہ بہت بابرکت و حکمت والی کتاب ہے جو "صحف مکرم" "مرفوعۃ مطھرہ" جو بہت باعزت فرشتوں کے ہاتھوں سے لھی گئی ہے۔
پر ہلاک ہو انسان وہ تو ناشکرا ہی ٹھرا، نہ اپنی خلقت پر غور کرتا، نہ اپنی موت پر غور کرتا، اور نہ اپنے کھانے پر ہی غور کرتا۔
بہرحال مر کر تم سب کو میری طرف ہی آنا ہے، پھر اللہ بتا دے گا کو روشن چہروں والے ہیں، اور کون سیاہ چہروں والے ہیں۔

- پسِ پردہ اس سورہ کی 5 درس ہیں: نبوت، قرآن، انسان، قیامت، اور توحید۔ توحید کا درس overall ہے کہ وہ اللہ ہی ہے جس کا تم

انکار کر رہے ہو، جس کی نعمتوں کا انکار کر رہے، جس کی قیامت کا انکار کر رہے۔ حالانکہ پیدا اس نے کیا، اس نے تمہیں کھلایا پلایا، پھر وہی تم کو مار کر قبر تک پہنچائے گا، پھر اٹھائے گا، اور پھر حساب ہوگا۔

الحمد للہ رب العٰلمین

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اظہر حسین ابڑو (اللّٰهُمَّ ٱغْفِرْ لَهُ وَٱرْحَمْهُ وَعَافِهِ وَٱعْفُ عَنْهُ)

-2جولاء-2023

12 ذوالحج 1444

اتوار – pm11:18

16-جولاء، 2025